تاکہ ان بے خانماں لوگوں کو اپنی حفاظت میں نکال کر لے آئیں۔ مرزا صاحب مرحوم نے اس ہمدردیٔ خلائق کے کام میں بہت حصّہ لیا اور اپنی انجمن کی طرف سے رضاکار بھی بھجوائے، اور اپنے معاون ڈاکٹر مرزا رفیق بیگ کو بھی اس خدمت کے لیے فارغ کر کے کوئٹہ بھیج دیا۔ مسلم ہائی سکول کے کمرہ میں مریضوں کے لیے ایک وارڈ بنایا گیا اور ہماری انجمن نے بھی زیرِ سرکردگی مرزا یعقوب بیگ صاحب اپنا اخلاقی فرض ادا کیا۔

دوسرا واقعہ جولائی کے مہینہ میں ایبٹ آباد شہر کا جل جانا تھا۔ جس پر مرحوم ایک بار پھر تڑپ اٹھے اور اہالیان ایبٹ آباد خصوصاً بیگم صاحبہ شیخ نور احمد صاحب مرحوم وکیل اور ان کے صاحبزادوں سے ہر طرح ہمدردی کا اظہار کیا۔

صُوبہ سرحد کی خدمات

اگست ۱۹۲۹ء میں مرزا صاحب مرحوم پر فالج کا حملہ ہُوا جس سے آپ کا بایاں حصّہ متاثر ہُوا لیکن اللہ تعالےٰ کے فضل سے آپ غیر معمولی طور پر جلد صحت یاب ہو گئے۔ اور دسمبر کے مہینہ تک دوبارہ چلنے پھرنے لگ گئے۔ چنانچہ جلسہ سالانہ کے ایّام میں مسجد کے باہر آپ کے لیے آرام کرسی بچھا دی گئی، اور آپ نے جلسہ میں شمولیت کی۔ اگرچہ آپ بیماری کے حملہ سے صحت یاب ہو گئے تھے۔ تاہم آپ کی صحت کی کیفیت پہلی سی نہ تھی، اور آپ کو بہت آرام اور تھوڑا کام کرنے اور تردّد و تفکر سے بچنے کا مشورہ دیا گیا تھا۔ لیکن آپ بدستور اپنے مطب میں آتے رہے اور اپنی جملہ سرگرمیوں میں حسبِ سابق حصہ لینے لگے۔ ۱۹۳۰ء کے موسم گرما میں آپ بغرض بحالیٔ صحت اور آرام ایبٹ آباد تشریف لے گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا، جب صُوبہ سرحد میں سرخ پوش تحریک بڑے زوروں پر تھی، اور حکومت سختی سے اس تحریک کو کچل دینا چاہتی تھی چنانچہ پشاور میں قصہ خوانی بازار کے اندر گولی چلائی گئی، جس سے کئی بےگناہ اور نہتے مسلمان شہید ہوئے۔ اسی طرح مفصلات میں بھی کئی مقامات پر گولیاں برسائی گئیں، اور دیہات کو آگ لگائی

گئی اور سیاسی قیدیوں کے ساتھ جیل میں نہایت وحشیانہ سلوک کیا گیا، جس سے سارے صُوبہ میں خوف و ہراس پھیل گیا، لیکن جو مظالم اس حصۂ ملک میں ہو رہے تھے۔ اس سے بیرُونی دُنیا بالکل ناواقف تھی، اور عام لوگوں کی معلُومات حکومت کی خبر رساں ایجنسی کی بھیجی ہُوئی خبروں تک محدُود تھیں، جو واقعات کی صحیح تصویر نہ تھی۔

مرزا یعقوب بیگ صاحب اِن دنوں ایبٹ آباد میں تھے، اور بعض ذرائع سے ان تک صحیح خبریں پہُنچ جایا کرتی تھیں، چنانچہ آپ نے صوُبہ سرحد میں صوُرتِ حال پر ایک سلسلۂ مضامین لکھنا شروع کیا، اور تصویر کا اصلی رُخ حکومت اور عوام دونوں کے سامنے پیش کیا۔ آپ کے مضامین سے جو اصلیت اور واقعات پر مبنی تھے۔ ایک ہیجان پیدا ہُوا اور حکوُمت سٹ پٹا گئی۔ حکومت کا نقطۂ نظر سِول ملٹری گزٹ اور بعض قسم نیم سرکاری اخبارات میں چھپتا تھا۔ لیکن مرزا صاحب مرحوم کے مقالات کو "ٹربیون" اخبار نے بہت نمایاں کر کے شائع کیا، اور اُردو اخبارات نے بھی اُن کے تراجم شائع کیے۔ حکوُمت کی طرف سے بعض اوقات تردید بھی چھپتی تو پھر اس تردید کا رد مرزا صاحب کی طرف سے مزید شواہد کے ساتھ شائع ہو جاتا۔ آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ چیف کمشنر صوُبہ سرحد نے مرزا یعقوب بیگ کے ایبٹ آباد سے نکل جانے کے احکام صادر کر دیئے۔ لیکن ابھی یہ احکام مرحوم تک پہنچے نہیں تھے کہ نواب سَر صاحبزادہ عبدالقیوم مرحوم نے چیف کمشنر کو مرزا صاحب مرحوم کے بارے میں بتایا کہ وہ کس پایہ کے انسان ہیں، اور اُن کا مطمحِ نظر محض مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ اور مظالم کی روک تھام اور حکومت کو انصاف اور احتیاط کی پالیسی اختیار کرنے کے لیے توجہ دلانا ہے۔ نیز صاحبزادہ صاحب نے بتایا کہ وہ بیمار ہیں، اور بحالیٔ صحت کیلئے ایبٹ آباد میں مُقیم ہیں، اور اس قسم کے احکام سے ان کی تکلیف میں اضافہ ہوگا، چنانچہ یہ احکام واپس لے لیے گئے۔

عم مرحُوم نے خرابیٔ صحت کے باوجُود اس کٹھن کام کا بیڑا اٹھایا۔ جن لوگوں کو

مضمون نویسی کا تجربہ ہے، وہ اندازہ کر سکتے ہیں، کہ اس سے دماغ پر کس قدر بوجھ اور اعصاب میں ہیجان پیدا ہوتا ہے۔ خصوصًا ایسے مضامین جن کا موضوع بھی ناخوشگوار ہو۔ آپ بلڈ پریشر کے مریض تھے۔ اور آرام کی خاطر پہاڑ پر گئے تھے۔ لیکن وہاں جاکر اپنے مسلمان بھائیوں کی تکالیف دیکھ کر مضطرب ہو گئے، اور اپنے آرام کے لمحات کو قومی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ ایک دفعہ پہلے فالج کا حملہ ہو چکا تھا۔ آپ خود بھی ڈاکٹر تھے اور خوب جانتے تھے کہ انہیں کس قدر سکون اور آرام کی ضرورت ہے۔ مگر احساس فرض انہیں چین سے بیٹھنے نہ دیتا تھا، اور خیر خواہوں کے منع کرنے کے باوجود آپ اپنا کام کیے جا رہے تھے۔

بظاہر ایک ڈاکٹر کو مضمون نویسی سے کوئی علاقہ نہیں ہو سکتا۔ آپ کوئی بڑے اہل قلم بھی نہ تھے۔ لیکن دل میں درد اور سوز تھا۔ آپ ان دنوں میں کثرت سے قرآن مجید پڑھا کرتے اور رقت قلب سے آنسو بہایا کرتے تھے۔ اخبارات کے مطالعہ کے بعد نوٹ لیا کرتے تھے۔ اور دو ایک روز میں مواد جمع کر کے مقالہ تحریر کرا دیتے تھے۔ خاکسار راقم سطور کو ان کی اس خدمت میں کسی قدر معاونت کی سعادت نصیب ہوئی۔ میں ان دنوں بی اے کا طالب علم تھا، اور تعطیلات میں آپ کے ساتھ ہی ایبٹ آباد میں مقیم تھا۔ آپ کے پاس کوئی کلرک یا سٹینوگرافر تو تھا نہیں، اس لیے وہ بولتے اور میں ان کے مضامین لکھتا جاتا تھا۔ پھر کسی دفتر میں جاکر یا بازار سے اجرت پر مضمون ٹائپ کرایا جاتا، اور اخبارات کو بھیج دیا جاتا۔ خدا تعالےٰ خلوص میں برکت دیتا ہے، آپ نہ انگریزی کے سکالر تھے۔ اور نہ مضمون نگار۔ مگر خدا نے آپ کو غیر معمولی زورِ قلم بھی عطا کیا، اور بڑی شستہ انگریزی میں اُن کے مضامین شائع ہوتے رہے۔ بعض امور میں آپ نواب سر عبدالقیوم صاحب مرحوم اور اپنے دیرینہ دوست خان بہادر سعدالدین خان صاحب جو صوبہ سرحد میں جوڈیشل کمشنر تھے مشورہ کرتے رہتے تھے۔ اور اُن کے ذریعہ بھی حکام کے نکتہ نظر اور طرز عمل میں تبدیلی پیدا کرنے کی

کوشش کرتے تھے۔ اسی طرح مرکزی حکومت کے وزیر میاں سر فضل حسین صاحب مرحوم سے آپ کی خط و کتابت رہتی تھی، اور میاں صاحب مرحوم نے آپ کے مضامین اور خطوط سے مواد لے کر وائسرے ہند کو بھی متاثر کیا۔

آخر حکومت ہند کے دباؤ سے اور مختلف اطراف کے احتجاج سے جن کی بنا مرزا صاحب کے مضامین بھی تھے۔ یہ سختی اور تشدّد کا دور دورہ ختم ہوا، اور ان مظالم اور شہدا پر فائرنگ کی تحقیقات کے لیے جسٹس نعمت اللہ کی سرکردگی میں ایک کمیشن مقرر ہوا اور صوبہ سرحد کو مزید اصلاحات اور مراعات دینے کا فیصلہ ہوا۔

یہ سلسلہ مضامین بعد میں ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے ایک ہندو کی درخواست پر کتابی صورت میں بھی شائع ہو گیا تھا، اور جب کبھی صوبہ سرحد کے مسلمانوں کی تدریجی ترقی اور مرفہ الحالی کی تاریخ لکھی جائے گی۔ تو یقیناً مرزا یعقوب بیگ کا نام بھی ایک محسن کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔

مرزا صاحب مرحوم صوبہ سرحد کے لوگوں کے بڑے مداح اور قدر دان تھے۔ آپ کو ان سے تعلق خاطر بھی تھا کہ یہاں آپ کے رشتہ داری کے تعلقات تھے آپ کی دو بیٹیاں مولانا غلام حسن خان صاحب مرحوم کے دو صاحبزادوں کے گھر میں تھیں، اور مولانا صاحب مرحوم سے گہری محبت اور اخوت کا تعلق بھی تھا، لیکن آپ عمومی طور پر بھی پٹھانوں کے اخلاق و اوصاف اور ان کی بہادری، غیرت، جوشِ جہاد اور مہمان نوازی کے قدردان تھے۔ صوبہ سرحد کے بیشتر علاقوں میں آپ کو جانے کا اتفاق ہوا تھا، اور مختلف علاقوں کے معزز خوانین سے آپ کے ذاتی مراسم تھے۔ علاقہ غیر جہاں آزاد قبائل رہتے تھے، وہاں بھی آپ کو جانے کا اتفاق ہوا تھا، چنانچہ تیراہ کے نواب کے علاج کے لیے جو سنگ مثانہ کی تکلیف سے بیمار تھے۔ آپ تیراہ تشریف لے گئے اور بذریعہ اپریشن نواب صاحب کی پتھری خارج کی۔ اس سفر میں راقم کے والد مرحوم بھی مرزا صاحب کے ہم سفر